سلسلہ نمبر ۵

تحفہ محرم الحرام

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم العالیہ
مہتمم جامعہ بنوریہ عالمیہ کراچی

الجامعة البنورية العالمية
سائٹ کراچی، پاکستان فون 021-32575229 -021-32575228

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

محرم الحرام

اِنَّ عِدَّۃَ الشھورِ عِنْدَاللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِی کِتٰبِ اللّٰہِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْھَآ اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ۔

(سورۃ توبہ آیت ۳۶)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ (تعالیٰ) کے نزدیک اللہ (تعالیٰ) کی کتاب (لوح محفوظ) میں جس دن اس نے آسمان اور زمین پیدا فرمائے مہینوں کی گنتی بارہ (12) مہینے ہے ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔

سال کے اسلامی مہینوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) محرم الحرام (۲) صفر المظفر

(۳) ربیع الاول (۴) ربیع الثانی

(۵) جمادی الاول (۶) جمادی الآخر

(۷) رجب المرجب (۸) شعبان المعظم

(۹) رمضان المبارک (۱۰) شوال المکرم

(۱۱) ذی قعدہ (۱۲) ذی الحجہ

زمانہ جاہلیت میں بھی سال کا آغاز محرم ہی سے ہوتا تھا اور زمانہ اسلام میں

بھی اسلامی سن کا آغاز محرم سے کیا گیا۔ رسول اللہ ا نے فرمایا کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان بنائے، اس کی گردش کے لئے بارہ مہینوں کی جو ترتیب قائم کی ہے اس میں محرم سب سے پہلا مہینہ ہے اس لئے اسلامی سال کا آغاز بھی محرم سے کیا گیا ہے۔

(بحوالہ ماہنامہ الخیر)

اسلامی تاریخ کی ابتدا:

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمرؓ کے پاس خط لکھا کہ آپ کے یہاں سے میرے پاس جتنے خطوط آتے ہیں، ان پر کوئی تاریخ درج نہیں ہوتی کہ کون سا خط کس وقت لکھا ہوا ہے، لہٰذا آئندہ اگر خطوط میں تاریخ درج کرنے کا اہتمام کیا جائے تو زیادہ بہتر ہو۔ (فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۲۴۱)

اس بات پر غور کرنے کے لئے حضرت عمرؓ نے اجلہ صحابہؓ کی مجلس شوریٰ منعقد کی جس میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرامؓ نے شرکت فرمائی آپؓ نے ان تمام صحابہؓ کے سامنے یہ بات رکھی اور مشورہ طلب کیا تو بعض نے یہ مشورہ دیا کہ تاریخ کی ابتدا حضور ا کی ولادت سے ہونی چاہیے۔ حضرت عمرؓ نے اس رائے کو ناپسند کیا کیونکہ اسمیں عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہے۔ اور بعض نے آپ ا کی وفات سے تاریخ کی ابتدا کا مشورہ دیا۔ طویل غور و خوص کے بعد تمام صحابہؓ کا اتفاق اس پر ہوا کہ ہجرت ہی سے تاریخ مقرر ہو۔ فاروق اعظمؓ نے اس رائے کو پسند فرمایا کیونکہ ہجرت ہی سے حق و باطل کے درمیان فرق واضح ہوا۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا بھی یہی مشورہ تھا کہ سن ہجری کی ابتدا محرم

الحرام سے ہونی چاہیے، حضرت عمرؓ نے فرمایا محرم الحرام ہی مناسب ہے کیونکہ لوگ حج سے محرم ہی میں واپس ہوتے ہیں۔

(شرح السیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۶۳)

قیاس کا تقاضا تو یہ تھا کہ سن ہجری کی ابتدا ربیع الاوّل سے ہوتی اس لئے کہ آپ ا نے اسی ماہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔ ربیع الاوّل کے بجائے محرم الحرام سے ابتدا اس لئے کی گئی کہ آپ ا ہجرت کا ارادہ محرم ہی سے فرما چکے تھے۔

(البدایہ والنہایہ)

اس سے معلوم ہوا کہ سن ہجری کا آغاز حضور ا کی ہجرت سے ہوا اور اسلامی تاریخ میں سال کے پہلا مہینہ محرم الحرام ہی کو برقرار رکھا گیا۔

اسلامی تاریخ کا شرعی حکم:

اسلامی تاریخ کا یاد رکھنا فرض کفایہ ہے، اگر تمام مسلمانوں نے اسلامی تاریخ کی حفاظت کرنی چھوڑ دی تو سب مسلمان گنہگار ہوں گے۔

مسلمانوں کو چاہیے اپنے تمام معاملات میں سن ہجری کا استعمال ضرور کریں۔

(معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ)

محرم الحرام کی تاریخی اہمیت:

مختلف تاریخی روایات اور متعدد احادیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم الحرام کو ایک خاص تاریخی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ اس مہینے میں کئی

اہم واقعات پیش آئے تھے۔ جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)اس مہینے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔

(۲) حضرت ادریس علیہ السلام کو درجات عالیہ عنایت فرمائے گئے۔

(۳) حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر اُتری۔

(۴) حضرت ابراہیم علیہ اسلام کو نمرود کی آگ سے نجات حاصل ہوئی۔

(۵) حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل سے رھائی ملی۔

(۶) حضرت ایوب علیہ السلام بیماری سے شفایاب ہوئے۔

(۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل ہوئی۔

(۸) حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹائی گئی۔

(۹) حضرت یونس علیہ السلام کی امت کی توبہ قبول ہوئی۔

(۱۰) حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی۔

(۱۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون اور آل فرعون سے نجات ملی۔

(۱۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ کا لقب ملا۔

(۱۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

(۱۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھایا گیا۔

(۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسی روز (یعنی ۱۰ محرم الحرام)

اہل مکہ خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

(۱۶) حضرت خدیجہ رضی عنہا کے ساتھ حضور ﷺ کا نکاح ہوا۔

(۱۷) حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو شہادت نصیب ہوئی۔

(۱۸) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا۔

(۱۹) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہادت نصیب ہوئی۔

(۲۰) قیامت ۱۰ محرم جمعہ کے دن قائم ہوگی۔

(اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام)

چونکہ اس مہینے میں دو جلیل القدر صحابہ کرامؓ حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ و حضرت سیدنا حسینؓ کی شہادت بھی ہوئی، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی مختصر سوانح میں بیان کردی جائے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ولادت: آپ کی پیدائش نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارکہ کے تیرہ سال بعد مکہ مکرمہ ہوئی۔

نام ونسب: آپ کا نام عمر والد کا نام خطاب لقب فاروق اور کنیت ابو حفص ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رازح بن عدی بن کعب۔

(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۸۷)

جناب عدی کے ایک بھائی کا نام مرہ تھا جو حضور ﷺ کے اجداد میں سے تھے

اس لحاظ سے حضرت عمرؓ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضور ا سے جاملتا ہے۔

لقب: آپ کو حضور اکرم ا کی طرف سے "فاروق" کا لقب عطا کیا گیا ہے۔ وجہ اسکییہ بنی کہ حضرت عمرؓ نے مکہ میں قبول اسلام کیا اور اس بعد اپنے مشرک ماموں عاص بن وائل کی پناہ میں آنے سے انکار کر دیا اور مسلمانوں کے ساتھ اعلانیہ بیت اللہ میں نماز ادا کی۔ اس کے صلے میں دربار نبوت سے فاروق کا لقب ملا۔ جس کے معنی ہیں حق اور باطل میں فرق کرنے والا۔ (تاریخ اسلام، الفاروق، خلفائے راشدین)

فضائل

قرآن کریم کی روشنی میں:

حضرت عمر فاروقؓ نے ایک مرتبہ اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ کاش کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے کا حکم آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس خواہش کو پورا فرمایا اور حکم نازل فرمایا۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں تقریباً بیس بائیس مقامات ایسے ہیں جہاں فاروق اعظمؓ کی رائے پروردگار کی منشا کے عین موافق تھی جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

مقام ابراہیم کو مصلّٰی بنانے کا حکم:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى

(پارہ ۱ البقرآیت ۱۲۵)

ترجمہ : اور بناؤ ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ۔

حضرت عمر فاروقؓ کہتے ہیں کہ جب انکا گزر مقام ابراہیم پر ہوا تو آپ نے حضور ا سے کہا کہ کیا ہم حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ کے پیچھے ہو کر نماز پڑھیں؟ ابھی اس بات پر تھوڑا سا وقت بھی نہ گزرا تھا کہ یہ آیت اتری۔

(ابن کثیر جلد ا صفحہ ۱۶۹)

ازواج مطہراتؓ کے وقار واحترام کا خیال:

حضور ا کی ازواج اس امت کی مائیں ہیں اور امہات المؤمنینؓ ہونے کے ناطے وہ اس لائق ہیں کہ ان پر کسی طرح کی کوئی غلط آنکھ نہ اٹھے اور نہ کسی کے دل میں کوئی غلط جذبات پیدا ہوں۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ حضور ا کی ازواج مطہرات کا عام مردوں کے ساتھ اختلاط ہو جاتا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دل پر یہ بات گراں گزرتی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن حضرت عمرؓ نے حضور ا سے عرض کیا کہ حضور ا! آپ کے پاس ہر قسم کے لوگوں کا آنا جانا رہتا ہے اگر آپ ازواج مطہراتؓ کو پردہ کرنے کا حکم فرمادیں تو اچھا ہو، تاکہ ان پر کسی کی نظر نہ پڑے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ

(پ ۲۲ الاحزاب ۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت جایا کرو مگر جس وقت تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے۔

خود حضرت عمرؓ فرماتے ہیں یہ حکم میری خاطر اترا تھا۔

(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۰۶)

فضائل احادیث کی روشنی میں:

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ بھی ہوتے تھے جنہوں نے خدا سے صرف ہمکلامی کا شرف پایا لیکن وہ نبی نہ ہوئے، میری امت میں اگر کوئی ایسا ہوتا تو وہ عمرؓ ہیں۔

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲ المصنف لابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۳۰۶)

(۲) رسول ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبوت کا مقام پا سکتا تو وہ حضرت عمرؓ ہوتے۔

(مستدرک صفحہ ۹۲)

(۳) رسول ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ عمرؓ کی زبان پر حق کو رکھ دیا ہے، وہ حق بات ہی کہتے ہیں۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۷)

فضائل صحابہؓ کی نظر میں:

(۱) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اُن دس صحابہ میں سے ہیں جن کا جنتی ہونا

حضور ا نے بتایا ہے۔ آپ حضرت عمرؓ کے بارے میں کہتے ہیں۔ خدا کی قسم حضرت عمرؓ اسلام لانے میں گو ہم سے پہلے نہیں اور نہ ہی ہجرت کرنے میں ہم پر مقدم ہوئے مگر میں خوب جانتا ہوں کہ کس چیز کے سبب وہ ہم سے افضل ہیں وہ ہم سے آگے اس لئے بڑھ گئے کہ وہ سب سے زیادہ دنیا سے بے تعلق تھے

(ازالہ الخفاء جلد ا صفحہ ۲۷۸)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بھی رسول اللہ ا کے جلیل القدر صحابہؓ ہیں حضور ا کی احادیث لکھنے کی سب سے زیادہ سعادت آپ کو نصیب ہوئی۔ آپ حضرت عمرؓ کے بارے میں فرماتے ہیں حضرت عمرؓ بہت بڑے آدمی تھے ایک مرتبہ آپ نے حضرت عمرؓ کے لئے دعائے رحمت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے حضور ا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بعد حضرت عمرؓ سے زیادہ خوف خدا رکھنے والا کسی کو نہیں پایا۔

(کنزالعمال جلد ۱۲ صفحہ ۶۶۲)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں اگر تم یہ چاہو کہ تمہاری مجالس تازہ رہیں تو اس کو حضرت عمرؓ کے تذکرہ سے آباد رکھو۔ حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کا غم سوائے بد بخت لوگوں کے سب کو ہوا ہے۔

(تاریخ عمرؓ صفحہ ۲۸۱)

خلافت:

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب محسوس کیا کہ اب آپ کا سفر آخرت قریب

ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بعد خلافت کا معاملہ اختلاف کی نذر ہو جائے اور حضور ا کی امت کسی آزمائش میں مبتلا ہو جائے، لہٰذا خود ہی خلیفہ مقرر کر دیا جائے۔

چونکہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے نزدیک حضرت عمرؓ کے مقابلے میں کوئی دوسرا شخص اس منصب کے لئے بہتر نہ تھا۔ چنانچہ آپؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بلا کر اس بارے میں، مشورہ چاہا۔ آپ نے فرمایا جس قدر آپ کا حسن ظن ہے اُنکے بارے میں وہ اس سے بھی بڑھے ہوئے ہیں البتہ ان کے مزاج میں ذرا سختی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا یہ سختی اس لئے ہے کہ مجھ کو نرم دیکھتے ہیں۔ مطلب یہ کہ جب ساری ذمہ داری ان کے کندھوں پر آجائے گی تو نرم ہو جائیں گے۔

پھر آپؓ نے حضرت عثمان غنیؓ سے اس بارے میں مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا۔ ان کا باطن ظاہر سے بھی زیادہ اچھا ہے اور اب ہم میں انکی مثل کوئی نہیں ہے۔ بہر حال حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی علالت کے دوران ہی حضرت عمر فاروقؓ کو خلیفہ مقرر کر دیا اور حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے عہد نامہ خلافت لکھوایا جو مجمع عام میں پڑھا گیا۔

(تاریخ طبری، طبقات، تاریخ الخلافاء خلفا راشدین)

دورِ خلافت کے نمایاں کارنامے

حضرت عمر فاروقؓ جب امیر المؤمنین بنے تو اللہ تعالیٰ نے اُن سے بہت کام لیے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے سرکاری ملازمین کے لئے جگہ جگہ عمارتیں

بنوائیں۔ فوجیوں کے لئے قلعے چھاؤنیاں اور رہائش گاہیں تعمیر کرائیں۔ مسافروں کے لئے مہمان خانے بنوائے۔ خزانے کے لئے بیت المال کی عمارت بنوائی۔ مدینہ طیبہ سے لے کے مکہ تک ہر منزل پر چوکیاں، سرائے اور چشمے وغیرہ بنائے اور سڑکیں، پل اور مساجد تعمیر کرائیں۔ حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے جن انتظامی امور کا آغاز کیا وہ یہ ہیں۔

(۱) سب سے پہلے بیت المال قائم کیا۔

(۲) باقاعدہ عدالتیں بنائیں اور قاضی مقرر کیے۔

(۳) فوجی محکمہ اور دفتر قائم کیا۔

(۴) رضاکاروں کی تنخواہیں مقرر کیں۔

(۵) محکمہ مال سب سے پہلے قائم کیا۔

(۶) مردم شماری کرائی۔

(۷) تاریخ اور سن قائم کرکے سن ہجری کا آغاز کیا۔

(۸) اسلام ہیں سب سے پہلے جیل خانہ قائم کیا۔

(۹) پولیس کا محکمہ سب سے پہلے آپ نے قائم کیا۔

(۱۰) جگہ جگہ فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔

(۱۱) مکہ سے مدینہ تک مسافروں کے لئے مکانات بنوائے۔

(۱۲) مختلف شہروں میں مہمان خانے تعمیر کرائے۔

(۱۳) باقاعدہ نماز تراویح کا آغاز کیا۔

(۱۴) فجر کی اذان میں الصَّلٰوۃُ خَیۡرٌ مِّنَ النَّوۡمِ کا اضافہ کیا۔

(۱۵) اماموں اور موٴذنوں کی تنخوائیں مقرر کیں اور وعظ شروع کرائے۔

(۱۶) غزل یا اشعار میں عورتوں کا نام لینے سے منع کیا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے سختی کے بجائے نرمی و محبت سے اشاعت اسلام کیلئے کوشش کی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے بائیس لاکھ مربع میل پر حکومت کی اور آپ کی مدت خلافت ساڑھے تیرہ سال تھی۔

(طبقات۔اسدالغابۃ)

شہادت:

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے پارسی (ایرانی مجوسی) غلام ابو لوٴلو فیروز نے ایک دن نماز فجر کے وقت حضرت عمرؓ پر دو دھاری خنجر سے چھ وار کئے۔ ایک وار کاری لگا جس سے آپ شدید زخمی ہو گئے اور تین روز بعد انتقال فرمایا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) اس کا ایک بنیادی سبب یہ بھی تھا کہ دور فاروقی میں اسلامی فتوحات کا سلسلہ وسیع ہوا اور ایران بھی فتح ہو گیا ان فتوحات کا بدلہ لینے کے لئے ایرانیوں نے اب طاقت کی بجائے سازشوں سے کام لینا شروع کر دیا۔ حضرت عمرؓ کی شہادت اس سازش کا حصہ تھی اسی دوران حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے پارسی غلام ابو لوٴلو فیروز نے حضرت عمرؓ کے دربار میں اپنے آقا حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے خلاف شکایت کی کہ اس سے محصول کی زیادہ رقم لیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا تم کیا کام کرتے ہو۔ اس نے کہا بڑھئی، لوہار اور نقاش کے

کام کرنے کے ساتھ ساتھ چکیاں بھی بناتا ہوں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا اس لحاظ سے یہ محصول زیادہ نہیں۔ چند دن کے بعد اس غلام نے حضرت عمرؓ کو شہید کر دیا۔ آپؓ محراب پر فجر کی نماز کی امامت فرما رہے تھے پہلی ہی رکعت میں ابو لؤلو فیروز نے خنجر سے حملہ کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو امامت کے مصلے پر کھڑا کر دیا اور خود زخموں کی تاب نہ لا کر گر پڑے زخمی ہونے کے تین دن بعد یکم محرم الحرام ۲۴ ہجری کو ہفتہ یا اتوار کے دن آپؓ کا انتقال ہوا۔ تریسٹھ (۶۳) سال عمر پائی وصیت کے مطابق حضرت صہیب رومیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی رسول اللہ ا اور ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ روضۂ رسول میں دفن کیے گئے۔

(طبرانی، صحیح بخاری، اسد الغابہ، مستدرک حاکم)

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

ولادت:

ابھی آپ شکم مادر ہی میں تھے کہ حضرت حارثؓ کی صاحبزادی نے ایک خواب دیکھا کہ کسی نے رسول اللہ ا کے جسد اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر ان کی گود میں رکھ دیا۔ انہوں نے آنحضرت ا سے عرض کیا یا رسول اللہ ا میں نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا ہے جو نا قابل بیان ہے۔ فرمایا بیان کرو آخر کیا خواب ہے؟ رسول اللہ ا کے اصرار پر انہوں نے خواب بیان کیا۔ آپ ا نے فرمایا یہ تو نہایت مبارک خواب ہے۔ فاطمہ کے لڑکا پیدا ہوگا اور تم اسے گود میں لوگی۔

(مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۷۶)

کچھ دنوں کے بعد اس خواب کی تعبیر ملی۔ حضرت سیدنا حسینؓ بروز شنبہ ۴ شعبان ۴ ہجری جنوری ۲۶۲ عیسوی کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ رسول اللہ ا تشریف لائے اور فرمانے لگے بچے کو دکھاؤ، کیا نام رکھا گیا؟ نو مولود بچے کو منگا کر اس کے کانوں میں اذان دی، پھر فاطمہؓ کو عقیقہ کرنے اور بچہ کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کرنے کا حکم دیا۔ ساتویں دن عقیقہ کیا گیا۔ والدین نے حرب نام رکھا تھا آپ صلی اللہ ا کو یہ نام پسند نہ آیا آپ نے بدل کر حُسین رکھا کیوں کہ آپ حسن و جمال میں بھی باکمال تھے۔

(مستدرک حاکم، اسدالغابہ)

نام و نسب:

حُسینؓ نام، ابو عبداللہ کنیت، سَیِّدَ اَشبَابِ اَہْلِ الْجَنَّہَ لقب، والد کا نام علیؓ۔ سلسلہ نسب یوں ہے۔ حُسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔

فضائل:

(۱) رسول اللہ ا نے فرمایا: حَسن اور حُسینؓ نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔

(۲) آپ ا نے فرمایا اے اللہ! میں ان دونوں (حضرات حسنینؓ) سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کرتے ہیں ان کو بھی تو اپنا محبوب بنالے۔

(۳) فرمایا رسول اللہ ا نے حسین مجھ سے ہے اور میں حُسین سے ہوں۔ جو حسین سے محبت رکھے اللہ اس سے محبت رکھے۔

(۴) آپ ا نے فرمایا اے اللہ! میں حسین سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔

(۵) آپ نے فرمایا میرا یہ بیٹا (حضرت حسینؓ) ارض عراق میں قتل ہوگا۔ تم میں سے جو موجود ہو اسے چاہیے اسکی مدد کرے۔

(٦) آپ ا نے فرمایا جس کو یہ بات اچھی لگے کہ وہ جنتی شخص کو دیکھے اسے چاہیے کہ حضرت حُسین بن علیؓ کو دیکھ لے۔

(۷) آپ ا نے فرمایا جس نے ان دونوں (حضرات حسنینؓ) سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

(ابن ماجہ، ترمذی، مستدرک حاکم، بخاری مسلم)

شہادت:

یکم محرم الحرام ٦١ ہجری کو حضرت حُسینؓ کربلا پہنچے اور دوسرے دن عمر بن سعد پہنچا۔ عمر بن سعد نے کہا بے شک آپ یزید کے مقابلے میں خلافت کے زیادہ مستحق ہیں لیکن خدا کو منظور نہیں کہ حکومت و خلافت آپ کے خاندان میں رہے۔ حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ اگر آپ حکومت کا خیال چھوڑ دیں تو آپ کو آزاد کیا جاسکتا ہے ورنہ آپ کی جان کو

خطرہ ہے اور ہمیں آپ کو گرفتار کرنے کی ذمہ داری دی گئی ہے۔

آپؓ نے فرمایا میں اس وقت تم سے تین (3) باتیں کہتا ہوں جس بات کو چاہو میرے لئے منظور کرلو۔ پہلییہ کہ مجھے واپس مکہ جانے دو تاکہ میں وہاں پہنچ کر عبادت الٰہی میں مصروف ہو جاؤں۔ دوسرییہ کہ مجھے کسی سرحد کی طرف نکل جانے دو تاکہ میں کفار سے لڑتا ہوا شہید ہو جاؤں۔ تیسرییہ کہ مجھے یزید کے پاس دمشق جانے دو۔ تم میرے پیچھے پیچھے اپنے اطمینان کی غرض سے چل سکتے ہو۔ ہیں یزید کے پاس جا کر براہ راست معاملہ طے کرلوں گا جیسا کہ میرے بھائی امام حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے طے کیا تھا۔ ابن سعد نے حضرت سیدنا حسینؓ کا پیغام عبیداللہ بن زیاد تک پہنچایا۔ عبیداللہ بن زیاد خوش ہوا کہ حضرت حسینؓ یزید کی بیعت کرلیں گے لیکن وہاں شمر بھی موجود تھا۔ اس نے مشورہ دیا کہ حُسینؓ کو قتل کردو کیونکہیزید کے ہاں ان کے مقابلے میں تمہاری عزت نہ رہے گی۔ چنانچہ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو لکھ بھیجا کہیہ تینوں باتیں منظور نہیں۔ حضرت حسینؓ اپنے آپ کو ہمارے حوالے کردیں اور میرے ہاتھ پریزید کی بیعت کرلیں۔

حضرت سیدنا حسینؓ نے فرمایا ابن زیاد کے ہاتھ پریزید کی بیعت کرنے سے مر جانا بہتر ہے۔ اسی خط وکتابت میں ایک ہفتہ گزر گیا۔ بن زیاد کو فکر لاحق ہوئی، اس نے ابن سعد کو غصہ بھرا خط لکھا اور جنگ شروع نہ کرنے پر گرفتاری کی دھمکی دی۔ پھر شمر کو بھی فوج دے کر کربلا روانہ کیا کہ اگر تم نے حسین کو گرفتار نہ کیا یا سر کاٹ کر میرے پاس نہ لائے تو تمہیں گرفتار کرلیا

جائے گا۔ یہ خط ۹ محرم الحرام ۶۱ ہجری کو ابن سعد کے پاس پہنچا ابن سعد نے فوج کو جنگ کے لئے تیاری کا حکم دے دیا اسی شام شمر بھی کربلا پہنچ گیا۔

۹ محرم الحرام ۶۱ ہجری کی رات کو حضرت حُسین اور اُن کے ساتھیوں کو پانی سے محروم کردیا گیا پھر دس محرم کا دن شروع ہوا لشکر حسینؑ کی طرف سے سے پہلے عمر بن سعد نے تیر چلایا۔ جنگ سے پہلے حضرت امام حسینؑ نے کوفہ والوں کو اُن کے خطوط اور وفاداری کے وعدے یاد دلائے لیکن کسی نے انکا ساتھ نہ دیا۔ جنگ شروع ہوئی تو حضرت حُسینؑ کے ساتھیوں اور اہل خانہ نے بہادری کے جوہر دکھائے۔ ایک ایک کرکے شہید ہوتے چلے گئے۔ خیمے میں حضرت علیؑ اوسط زین العابدین رہ گئے جو بیمار تھے۔ حضرت حسینؑ تنہا رہ گئے لیکن اتنی بہادری اور جرأت سے لڑے جس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ پر چاروں طرف سے نیزوں اور تیروں اور تلواروں سے حملے ہو رہے تھے۔ آپ دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ آپ کے جسم پر تیر کے پنتالیس (45) زخم آئے ایک اور روایت کے مطابق (33) زخم نیزے کے اور (43) زخم تلوار کے بھی تھے گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا آپ نے پیدل لڑنا شروع کردیا۔ شمر نے چھ آدمیوں کو ساتھ لیکر آپ پر حملہ کیا۔ ایک نے تلوار کے وار سے حضرت حسینؑ کا بایا ہاتھ کاٹ دیا۔ دایاں ہاتھ اس قدر زخمی تھا کہ تلوار اٹھانا مشکل تھی۔ اسی دوران سنان بن انس نے آپ کے شکم میں نیزہ مارا۔ اور آپ شہید ہوگئے شمر یا اس کے حکم سے کسی دوسرے شخص نے حضرت حسینؑ کا سر کاٹ لیا ابن زیاد کے حکم سے بارہ سو گھوڑے سواروں نے آپ کے جسم مبارک کو خوب کچلا۔ آپ کا سر

مبارک اور اہل بیت کوفہ میں ابن زیاد کے پاس بھیج دیے گئے۔ تیسرے روز شمر کے ساتھ ایک فوجی دستے کی نگرانی میں یہ قیدی اور سر مبارک دمشق روانہ کیا گیا۔ چند دن مہمان رکھنے کے بعد اس تباہ حال قافلے کو مدینہ روانہ کیا گیا۔

(تاریخ طبری، تاریخ اسلام، اسدالغابہ تاریخ ابن ہشام، تاریخ ابن خلدون)

حضرت حسینؓ کی شہادت کی خبر سن کر یزید کے تاثرات:

چنانچہ سب سے اول زحر بن قیس نے یزید کے دربار میں حضرت حسینؓ اور آپ کے ساتھیوں کی شہادت کی خبر پہنچائی اور غایت خیر خواہی میں اس کو پوری تفصیل سے مزے لے کر بیان کرنے لگا۔ تو یزید انہیں سن کر آبدیدہ ہو۔اور بولا اگر تم لوگ حسین کو قتل نہ کرتے تو میں تم سے زیادہ خوش ہوتا۔ ابن زیاد پر خدا کی لعنت ہو اگر میں ہوتا خدا کی قسم! حسین کو معاف کر دیتا خدا حسین پر اپنی رحمت نازل کرے۔ زحر نے انعام و اکرام کے لالچ میں بڑی لفاظی کی لیکنیزید نے اسے کچھ نہ دیا۔ (کربلا کے تفصیلی واقعات کے لیے اس موضوع پر اکابر علمائے دیوبند کی کتب ملاحظہ فرمائی جائیں)۔

(طبری جلد ۷ صفحہ ۳۷۵)

عاشوراء محرم کے روزے

اللہ پاک نے محرم کے مہینے کو اور خصوصاً عاشوراء کے دن کو بہت فضیلت عطا فرمائی ہے۔

مسلم شریف کی ایک روایت میں ماہ محرم الحرام کو تشریفاً شہر اللہ کہا گیا ہے۔

چنانچہ ایک اور روایت میں آتا ہے رسول ا نے فرمایا رمضان کے بعد سب مہینوں سے زیادہ افضل محرم الحرام کے روزے ہیں۔ رسول ا نے عاشوراء کے دن کا روزہ رکھا اور آئندہ سال دو روزے رکھنے کا ارادہ فرمایا۔

(مشکوٰۃ عن مسلم)

عاشورائے کے روزوں کا پس منظر

جب نبی علیہ السلام مکہ سے مدینہ آئے تو عاشوراء کا دن آیا۔ آپ کو معلوم ہوا کہ آج یہودیوں نے روزہ رکھا ہے۔ آپ نے اُن یہودیوں سے سوال کیا کہ تم نے روزہ کیوں رکھا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا آج کے دن اللہ نے موسیٰ علیہ السلام اور انکے ساتھیوں کو فرعون سے نجات دی تھی اسلئے ہم شکر کے طور پر آج کے دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ تو اس جواب پر رسول اللہ ا نے فرمایا موسیٰ تو ہمارے بھائی ہیں ہم اس روزہ رکھنے کے زیادہ حق دار ہیں۔ پھر آپ ا نے فرمایا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو صرف عاشوراء کا روزہ نہیں رکھوں گا بلکہ اسکے ساتھ ایک روزہ اور ملاؤں گا اور ۹ محرم کا یا ۱۱ محرم کا روزہ بھی رکھوں گا تاکہ یہودیوں کے ساتھ مشابہت ختم ہو جائے۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے عاشوراء کا روزہ تو ضرور رکھو مگر یہود سے امتیاز کے لئے آگے یا پیچھے ایک دن کا اضافہ کرو (احمد) ایک اور حدیث میں آتا ہے جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ اسی قوم کے اندر داخل ہے (ابوداؤد) مثلاً اگر کوئی شخص انگریزوں کا طریقہ اسلئے اختیار کرے تاکہ میں دیکھنے میں انگریز نظر آؤں تو یہ گناہ کبیرہ ہے۔

عاشوراء کے روزے کی فضیلت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عاشوراء کے روزے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے غالب توقع رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس سے گزشتہ ایک سال کے گناہ معاف فرمادیں گے۔

(مسلم شریف)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ اہتمام نفل روزوں میں عاشوراء کے روزے کا فرماتے تھے۔

عاشوراء کے دن گھر والوں پر وسعت کرنا:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا گیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو امتی عاشورا کے دن اپنے اہل وعیال پر رزق میں فراخی کرے گا تو اللہ تعالیٰ پورے ایک سال اسکے رزق میں فراوانی عطا فرمائے گا۔

(مشکوٰۃ شریف)

حضرت سفیانؒ کہتے ہیں ہم نے نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد پر عمل کیا۔ تجربہ نے یہ ثابت کیا پورے سال ہمارے رزق میں فروانی رہی۔

(حاشیہ مشکوٰۃ)

حدیث میں جو الفاظ ہیں وہ عیالہٖ کے الفاظ ہیں یعنی اپنے گھر والوں پر خرچ کرو اسکے علاوہ جو لوگ کرتے ہیں سڑکوں پر گلیوں میں اسکی کوئی اصل نہیں ہیں دیگیں پکانا اور چندہ کرکے سبیلیں وغیرہ لگانا اسکا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لہٰذا اس

دن گھر والوں پر کھانے میں وسعت کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے اس پر جو عمل کرے انشاء اللہ اسکو ضرور فائدہ ہوگا۔

اور ہم کوشش کریں اس دن روزہ رکھیں تاکہ آج کل جتنی خرافات ہورہی ہے اُن سے بچا جاسکے۔ پہلی بات روزہ کا فائدہ یہ ہوگا تقویٰ نصیب ہوگا کیونکہ روزے سے مقصود تقویٰ ہے دوسری بات سنت ہے تیسری بات اللہ پاک روزے دار کو اس دن جو خرافات ہورہی ہیں انشاء اللہ ضرور اُن سے بچائیں گے۔ اللہ ہم کو عمل کی توفیق نصیب فرمائیں (آمین)۔

مسائل

مسئلہ : مشہور ہے کہ محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ نہ رکھے کیونکہیزید کی والدہ نے رکھا تھا محض یہ غلط بات ہے۔

مسئلہ : بعض عوام محرم میں قبروں پر تازہ مٹی ڈالنے کو ضرور یسمجھتے ہیں سو اس کی کچھ اصل نہیں۔

مسئلہ : بعض لوگ اس ماہ میں نکاح وغیرہ کو ناجائز جانتے ہیں یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ : بعض لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ اس مہینے میں شہدائے کربلا تشریف لاتے ہیں اور اسی لیے تعزیوں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں انکے سامنے سر جھکاتے ہیں ان پر عرضیاں لٹکاتے ہیں یہ سب شرک ہے۔

مسئلہ : بہت سے لوگ ان دنوں میں تعزیہ بناتے ہیں اور بعض اسکو اس قدر ضروری خیال کرتے ہیں کہ اگرچہ گھر میں کھانے کو نہ رہے یا بالکل بھی

کچھ گھر میں نہیں بلکہ قرض ہی لینا پڑے خواہ کچھ بھی ہو مگر تعزیہ ضرور بنے یاد رکھو تعزیہ کا بنانا ہی بڑا گناہ ہے۔

(اشرف العلوم صفحہ ۱۳)

مسئلہ : بعض جاہل لوگ تعزیہ کے آگے دست بستہ تعظیم سے کھڑے ہوتے ہیں اس طرف پشت نہیں کرتے، اس پر عرضیاں لٹکاتے ہیں اسکے دیکھنے کو زیارت کہتے ہیں۔ اور اس قسم کے واہی تباہی معاملات کرتے ہیں۔ جو کھلم کھلا شرک ہے۔ ان معاملات کے اعتبار سے تعزیہ اس آیت شریف کے مضمون میں داخل ہے اَتَعۡبُدُونَ مَا تَنۡحِتُونَ کیا ایسی چیز کو پوجتے ہو جس کو خود تراشتے ہو۔

مسئلہ : بعض لوگ محرم کے مہینے میں سوگ مناتے ہیں یہ بھی غلط ہے۔ محرم کے دنوں میں ارادہ کرکے مخصوص رنگ کے کپڑے پہنا اور ماتم کی وضع بنانا۔ اپنے بچوں کو خاص طور کے کپڑے پہنانا یہ سب بدعت اور گناہ کی باتیں ہیں۔

(بہشتی زیور)

مسئلہ : بعض لوگ تعزیہ تو نہیں بناتے لیکن شہادت نامہ ضرور پڑھتے ہیں اور پھر ان کو پڑھ کر روتے چلاتے ہیں یاد رکھو شریعت میں مصیبت کے وقت قصد کرکے رونا درست نہیں۔ بلکہ شہادت نامہ محرم میں پڑھنا بدعت ہے۔

(حسن العزیز صفحہ ۴۰۸)

مسئلہ : پورے ماہ اور خاص طور پر محرم کے دس دنوں میں حضرت حسینؓ کے

مرثیہ کو گاگا کر پڑھا جاتا ہے اور اسکو پڑھنا اور سننا ثواب سمجھا جاتا ہے۔ یہ بدعت ہے، حدیث میں فرمایا کہ دو آوازیں دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں خوشی کے وقت گانا بجانا اور مصیبت کے وقت نوحہ کرنا۔

مسئلہ: بعض مکاتب میں دسویں محرم کو چھٹی کردی جاتی ہے سو یہ غلط ہے اس میں بہت سی خرابیاں ہیں۔

(۱) اس میں اہل تشیع کے ساتھ مشابہت ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اُن کی تائید و تقویت ہے۔

(۲) اس دن شیعہ اپنے مذہب کے لئے بے پناہ مشقت اور سخت محنت کا مظاہرہ کرتے ہیں اسکے بر عکس اہل سنت والجماعت تمام دینی و دنیوی کاموں کی چھٹی کرکے اپنی بے کاری و بے ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہیں جو کہ بے ہودہ اور باطل حالت ہے۔

(۳) تیسری قباحت یہ کہ چھٹی کی وجہ سے بعض مسلمان تعزیہ کے جلوسوں اور ماتم کی مجلسوں میں چلے جاتے ہیں، جسمیں متعدد گناہ ہیں۔

جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت کی وہ اسی میں شمار ہوگا۔

ایک گناہ: یہ ہے کہ اس سے دشمنان اسلام کی رونق بڑھتی ہے دشمنوں کی رونق بڑھانا بڑا گناہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔

جس نے کسی قوم کی رونق کو بڑھایا وہ انہیں میں سے ہے۔

دوسرا گناہ: یہ ہے کہ جس طرح عبادت کو دیکھنا عبادت ہے اسی طرح گناہ کو دیکھنا بھی گناہ ہے۔

تیسرا گناہ: ماتم اور تعزیہ وغیرہ کئی کبیرہ گناہوں کا مجموعہ ہے۔ جہاں کبیرہ گناہ سرعام کیا جائے خطرہ ہے کہ کہیں وہاں اللہ تعالیٰ کا عضب نازل نہ ہو لہٰذا ایسی غضب والی جگہ جانے سے بچنا چاہیے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا گزر ایسی بستیوں کے کھنڈرات پر ہوا جن پر عذاب آیا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک پر چادر ڈالی اور سواری کو بہت تیز چلا کر اس مقام سے جلدی گزر گئے، جب حضور ﷺ غضب والی جگہ سے بچنے کا اتنا اہتمام فرماتے تھے تو ہم کو کتنا بچنا چاہیے۔ اللہ ہم سب کو اپنی حفظ امان میں رکھے۔ (آمین)

چوتھا گناہ: ایک گناہ یہ کہ اس میں دشمنان صحابہؓ اور دشمنان قرآن کے ساتھ مشابہت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (ابوداوٗد)

مشابہت پر گرفت کا واقعہ

حضرت تھانویؒ نے نقل کیا ہے کہ ہولی کے دنوں میں ایک نیک شخص جا رہے تھے انھوں نے مزاح کے طور پر ایک گدھے پر پان کی پیک ڈالی کہ تجھے کسی نے نہیں رنگا، آ تجھے میں رنگ دوں، انتقال کے بعد وہ ایک بزرگ کے خواب میں آئے اور بتایا کہ مرنے کے بعد مجھ پر گرفت ہوئیکہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ مشابہت اختیار کیوں کی؟

(اغلاط العوام)

مسئلہ: محرم الحرام میں حضرت حسینؓ کی شہادت کی وجہ سے ماتم کرنا، کپڑے پھاڑنا اور مرثیہ وغیرہ پڑھنا نہ صرف یہ کہ منع ہے بلکہ اس کا سننا بھی گناہ ہے۔

مسئلہ: بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں اگر محرم میں ماتم نہ کیا جائے بلکہ صرف دیکھنے کی حد تک شرکت کی جائے تو کچھ حرج نہیں یہ خیال محض غلط ہے۔ چونکہ حدیث میں صاف موجود ہے۔ مَنْ کَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُم۔ جس نے کسی قوم کی جماعت کو زیادہ کیا (خواہ عقیدۃً اسے بُرا سمجھتا ہو) قیامت کے دن وہ انہیں کے ساتھ ہوگا۔

مسئلہ: بعض لوگ ان مجلسوں میں تماشہ کی نیت سے چلے جاتے ہیں اور کسی کو وہ لوگ خود بلاتے ہیں تو کسی جماعت کی کثرت کرنا خواہ استہزائً ہو یا بطور تماشہ یا لوگوں کی دلجوئی کے لئے ہو، غرض کسی بھی صورت میں ہو ہر صورت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں پوچھ ہوگی۔ اور قیامت میں انہیں کے ساتھ حشر ہوگا۔

(اغلاط العوام)

خلاصہ:

ان تمام آیات قرآنیہ اور احادیث طیبہ سے معلوم چلا کہ ہم بہت خسارے میں جارہے ہیں۔ ہمارا آج کل وقت وہاں گزر رہا ہے جہاں ایمان پر ضربیں لگتی ہیں ہمارے گھروں سے اسلام کا جنازہ نکل گیا ہے۔ بس ہم نام کے مسلمان رہ گئے کوئی نام پوچھے تو عبداللہ و عبدالرحمٰن اور سارے کام شیطانوں والے جس

طرح چاہا کیا، جہاں چاہا چلے گئے جہاں مجمع دیکھا وہیں جمع ہو گئے کوئی تحقیق نہیں کی کہ یہ مسلمانوں کا مجمع ہے یا غیر مسلموں کا یا میرے جانے سے اللہ راضی ہو گا یا ناراض اسکی کوئی فکر نہیں۔

اب ضرورت اس بات کی ہے ہم سے پہلے جتنی کوتاہیاں ہو گئی ہیں اس پر توبہ استغفار کریں اور آئندہ کے لئے عزم کریں کہ ہم ان تمام اخرافات سے بچنے کا اہتمام کریں گے۔ ہمیں ان محرم کے دنوں میں کرنا کیا ہے؟ روزہ رکھنا ہے جب روزہ ہو گا تو انشاء اللہ تمام خرافات سے محفوظ رہیں گے کیونکہ روزے سے مقصود تقویٰ ہے۔

دوسری بات یہ کہ جو ان دنوں میں خرافات ہوتی ہیں اُن سے بچنا۔ یہ بھی خیال رہے کہ جس طرح مبارک دنوں میں عبادت کا زیادہ ثواب ہے اسی طرح گناہ کے کام کرنے پر زیادہ عذاب بھی ہے۔ اللہ پاک سے دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

وما توفیقی إلا باللّٰہ

قارئین کرام کی توجہ کیلئے

موجودہ معاشرے اور نوجوان نسل کے اذہان کے تناظر میں دینی رہنمائی کیلئے وقت کی تنگی اور مطالعہ کی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مختصر رسالے شائع کئے جاتے ہیں۔ ان رسالوں کی اشاعت کا مقصد گھر گھر اور ذرہ ذرہ دینی معلومات کو پہنچانا اور خالصتاً اللہ امت کی اصلاح ملحوظ ہے۔

اس نیک مقصد میں آپ بھی معاون بن کر حسب توفیق اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہانہ ایک ہزار (=/1000) روپے سے باقاعدہ ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کے دیئے ہوئے ایڈریس سے مقررہ تاریخ اور مقررہ وقت پر ہمارا نمائندہ رسید کے ساتھ وصول کرتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنی استعداد کے مطابق ایک ہزار سے کم اور زیادہ رقم سے بھی ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں، نیز کئی ماہ کی رقم یکمشت بھی ادا فرما سکتے ہیں۔

اس کے عوض شائع ہونے والا ہر رسالہ (جو مختلف موضوعات پر ہوتا ہے بذریعہ ڈاک آپ کو ارسال کیا جاتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنے کرم فرماؤں کے ایصال ثواب کیلئے اپنی خواہش کے مطابق عامۃ الناس کی دینی رہنمائی کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔

آپ جامعہ بنوریہ عالمیہ کے دیے ہوئے آن لائن اکاؤنٹ میں بھی رقم جمع کروا کر بنک سلپ دے کر رسید حاصل کر سکتے ہیں۔

الملتمس : مفتی محمد نعیم رئیس وشیخ الحدیث الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ سائٹ کراچی

اپیل!

بحمد اللہ تعالیٰ! محدود صفحات اور مختلف موضوعات پر مشتمل اصلاح امت کے عنوان سے پابندی سے آنے والے رسالے عوام الناس میں پذیرائی حاصل کر رہے ہیں۔ اس کار خیر میں حصہ ڈالنے کے لیے قارئین سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنی بساط کے مطابق اس کی نشر و اشاعت میں حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں۔

رقم جمع کرانے کیلئے اکاؤنٹ

Jamia Binoria Trust
UBL,S.I.T.E.,Karachi,Pakistan

رابطہ کیلئے: مولانا محمد جنید صاحب

02132575228+02132575229

موبائل: 0322-2394550

اشتہارات، سرورق، رنگین پینافلیکس، کمپوزنگ سمیت تمام رسائل کے دیدہ زیب ٹائٹل بنوانے اور اعلیٰ پرنٹنگ کے لیے رابطہ کریں: ملک صادق شہزاد 0300-3970930